Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | جمعرات ۲۳ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ، ۳ اخاء ۱۳۷۰ہش، ۳ اکتوبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۲۱

خطبات تربیت کا بہت ہی اچھا ذریعہ ہیں

خطبات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خطبات "تربیت کا ایک بہت ہی اچھا ذریعہ ہیں۔ اور آپ کی نئی نسل کو ان خطبات کے وسیلے سے (اللہ نے چاہا تو) ایک گہرا ذاتی تعلق پیدا ہو جائے گا۔ اور جب خدا سے تعلق پیدا ہو جائے تو پھر دنیا والے اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ کیسا ہی گندا معاشرہ ہو لیکن جس کا اللہ سے تعلق ہو جائے وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو خدا کو مانتے ہیں اور دوسرے وہ جو نہیں مانتے اور دہریہ کہلاتے ہیں۔ جو مانتے ہیں، ان میں بھی دہریت کی ایک رگ ہے، کیونکہ اگر وہ خدا کو کامل یقین کے ساتھ مانتے ہیں، تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس قدر فسق و فجور اور بے حیائی میں ترقی ہو رہی ہے۔ ایک انسان کو مثلاً سنکھیا یا سٹرکنیا دیا جاوے جبکہ اُس کو اس بات کا علم ہے کہ یہ زہر قاتل ہے، تو وُہ اس کو کبھی نہیں کھائے گا۔ خواہ اس کے ساتھ تم اُسے کسی قدر لالچ بھی روپیہ کا دو۔ اس لئے کہ اُس کو اس بات کا یقین ہے کہ مَیں نے اس کو کھایا اور ہلاک ہوا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ گناہ سے ناراض ہوتا ہے اور پھر بھی اس زہر کے پیالے کو پی لیتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اول صـ۹۳)

"اس قدر بے باکی اور شرارت و شوخی کا پیدا ہونا سچے علم اور پورے یقین کے بعد تو ممکن نہیں۔ اس سے معلوم ہُوا کہ اُن کو یہ ہرگز معلوم نہیں کہ یہ بدی کا زہر ہلاک کرنے میں سنکھیا یا سٹرکنیا کے زہر سے بھی بڑھ کر ہے۔ اگر اُن کا ایمان اس بات پر ہوتا کہ خدا ہے اور وہ بدی سے ناراض ہوتا ہے اور اس کی پاداش میں سخت سزا ملتی ہے، تو گناہ سے بیزاری ظاہر کرتے اور بدیوں سے ہٹ جاتے، لیکن چونکہ گناہ کی زندگی عام ہوتی جاتی ہے اور بدی اور فسق و فجور سے نفرت کی بجائے محبت بڑھتی جاتی ہے۔ اس لئے مَیں یہی کہوں گا اور یہی سچ ہے کہ آج کل دہریہ مت پھیلا ہوا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک گروہ زبان سے کہتا ہے کہ خدا ہے، مگر مانتا نہیں اور دُوسرا گروہ صاف انکار کرتا ہے حقیقت میں دونوں ملے ہوئے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اول صـ۹۳)

اعلان دارالقضاء

(مکرم محمد اسلم صاحب بابت ترکہ مکرم چوہدری نصراللہ خان صاحب)

○ مکرم محمد اسلم صاحب ساکن چونڈہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ نے درخواست دی ہے کہ ان کے والد مکرم چوہدری نصراللہ خان صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ موصوف کے نام محلہ دارالنصر غربی میں ایک پلاٹ نمبر ۲/۱۹ الاٹ ہے۔ درخواست دہندہ یہ پلاٹ اپنے اور اپنے بھائی مکرم محمد افضل صاحب کے نام منتقل کرانا چاہتے ہیں۔ دیگر ورثاء کو اس انتقال پر کوئی اعتراض نہیں۔ ورثاء کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱:۔ مکرم محمد اسلم صاحب ابن مکرم نصراللہ خان صاحب
۲:۔ مکرم منظور احمد صاحب ،، ،،
۳:۔ مکرم محمد اکرم صاحب ،، ،،
۴:۔ مکرم محمد اشرف صاحب ،، ،،
۵:۔ مکرم محمد افضل صاحب ،، ،،
۶:۔ مکرمہ نسیم بیگم صاحبہ دختر ،، ،،
۷:۔ مکرمہ حفیظ بیگم صاحبہ ،، ،،
۸:۔ مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ ،، ،،

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس دن کے اندر دارالقضاء میں اطلاع کرے۔

(ناظم دارالقضاء)

درخواستِ دُعا

محترم شکور بھائی صاحب "چشمے والے" کی نواسی بوجہ خون میں انفیکشن کے شدید بیمار ہے اور فیصل آباد ہسپتال میں داخل ہے۔

احباب کرام کی خدمت میں عزیزہ کی صحت یابی کے لئے دُعا کی خصوصی درخواست ہے۔

"تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو"

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ہر وقت اپنے اعمال کی اصلاح کے لئے کوشش کرتے رہو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو۔

"خوش قسمت وہی ہے جو ان باتوں سے فائدہ اٹھائے۔ جذبات نفس پر قابو رکھ کر خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے۔ مساکین اور یتامیٰ کو مال دیوے۔ قسم قسم کے طریقوں سے رضاء

جوئی اللہ تعالیٰ کی کرے۔ ایک وقت کا عمل دوسرے وقت کے عمل سے بعض دفعہ اتنا فرق رکھتا ہے کہ اول مہاجرین نے جہاں ایک مٹھی جو کی دی تھی۔ بعد میں آنے والا کوئی

احد پہاڑ کے برابر سونا دیتا تھا تو اس کی برابری نہ کر سکتا تھا۔ سائل کو دو۔ دکھی کو دو۔ ذوی القربیٰ کو دو۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ مسنون تسبیح اور کلام شریف اور دعاؤں کے بعد اپنی زبان میں بھی عرض معروض کرو تاکہ دلوں پر رقت طاری ہو۔ غریبی میں، امیری میں مشکلات میں مقدمات میں ہر حالت میں مستقل رہو اور صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ تقویٰ کا ابتداء دعا، خیرات اور صدقہ سے ہے اور آخر ان لوگوں میں شامل ہونے سے ہے جن کی نسبت

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۳؍اخاء ۱۳۷۰ ہش ۳؍اکتوبر ۱۹۹۱ء

اللہ تعالیٰ کی صفات کا علم

سوچنا تو انسان کا حق ہے وہ سوچ سکتا ہے اور سوچتا ہے اور اپنی سوچ کے مطابق اپنے خیالات کو ڈھالتا ہے بلکہ اس کے اعمال بھی اس کی سوچ ہی کو بنیاد بناتے ہیں وہ جو کچھ کرتا ہے آخر اسی لئے کرتا ہے کہ سوچ سمجھ کر اس نے سمجھا ہے کہ یہ کچھ کرنا اس کے لئے مفید ہے یا جسے وہ ضرر پہنچانا چاہتا ہے اسے وہ ضرر پہنچا سکتا ہے۔ گویا کہ یہ بات یقینی ہے کہ ہمارے اقوال و افعال کی بنیاد ہماری سوچ ہے۔

لیکن سوچ کے کیا عناصر ہیں اس بات پر بھی تو غور ہونا چاہیئے۔ سوچنا تو ایک بے اختیاری سا فعل بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن چاہے اختیاری ہو یا بے اختیاری۔ یعنی چاہے اختیاری طور پر سوچا جائے چاہے بے اختیاری میں کوئی خیال آئے۔ یہ بات لازم ہے کہ اس سوچ کے لئے مواد پہلے سے ہمارے ذہن میں موجود ہوتا ہے اس مواد کو اتھل پتھل کرنا اور اس کو مختلف زاویوں سے ڈھالنے کا نام سوچ ہے۔ اور یہ مواد کیا ہے۔ یہ ہے ہمارا علم۔ اور علم سے استفادہ کی اہلیت۔ جس بات کے متعلق جو ہمارا علم ہوگا اسی کے مطابق ہماری سوچ ہوگی۔ اور جس جس قدر علم بڑھتا جائے گا ہماری سوچ بھی پھیلتی جائے گی اور وہ نئے سے نئے زاویوں کو سامنے لاتی چلی جائے گی۔

معلوم ہوا کہ صحیح سوچ اور صحیح طور پر زندگی گذارنے کے لئے علم لازمی ہے۔ علم سے مراد کتابی علم ہی نہیں۔ اس سے مراد ہے کسی چیز کا جاننا۔ اس کی ماہیت سے واقف ہونا۔ چونکہ ہماری زندگی پر سب سے زیادہ اثر اللہ تعالیٰ کی ذات کا ہے اس نے ہمیں تخلیق کیا اور اسی نے ہمارے لئے سب ساز و سامان پیدا کئے اور انہیں استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس لئے لازم ہے کہ اس کے متعلق ہماری سوچ ہمیشہ درست سمت میں رہے۔ اور اس بات کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہمیں "علم" ہونا چاہیئے۔ یعنی اس کے متعلق ہمیں بہت کچھ جاننا چاہیئے اور اس کے متعلق جاننے کا ایک طریق اور سب سے زیادہ مستند طریق یہ ہے کہ اس کی صفات کا ہمیں علم ہو۔ اور ہم اپنے اس علم کو بڑھاتے رہیں۔

پس لازم قرار پایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کا علم حاصل کریں اور ان صفات کو ہمیشہ سامنے رکھ کر اس کے متعلق سوچیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھالیں۔

کرتا ہوں ترا ذکر خفی اور جلی بھی
مہکا ہوا رہتا ہے مرا گھر بھی گلی بھی
ہر چیز نظر آتی ہے انوار کا پیکر
کلیوں کا چٹکنا بھی ہے سونے کی ڈلی بھی

ابوالاقبال

○

تُو نہ جاتے تو کوئی شخص نہیں جانے گا
مجھکو انسان تو کیا، کچھ بھی نہیں مانے گا

دیکھ سر پر مرے دُھوپ آئی ہے اور دُھوپ ہے تیز
تُو نہ تانے تو یہاں کون ردا تانے گا

لوگ سُنتے تو ہیں لوگوں کی کراہیں لیکن
کوئی پہچان کے بھی ان کو نہ پہچانے گا

اپنی ہستی کو مٹانے سے نمایاں ہو جا
تُو جو ہوگا تو کوئی تجھکو نہیں جانے گا

ان گھٹاؤں سے کہو توبہ نہ توڑیں ورنہ
میرا دِل بھی تو ہے دِل، بات نہیں مانے گا

تُو تو سُنتا ہے دعائیں کہ کرے ان کو قبول
جو نہیں مانتا تجھکو، وہ نہیں مانے گا

میرا یہ حال ہُوا ہے تری دُوری میں کہ اب
غور سے دیکھ کے بھی تُو نہیں پہچانے گا

مجھ سے ہر شخص نے پوچھا ہے کہ کس حال میں ہو
مَیں بتاؤں گا تو کوئی بھی نہیں مانے گا

آرزوؤں سے بہت کھیل کے دیکھا ہے نسیم
آرزوؤں سے کوئی ہار نہیں مانے گا

نسیم سیفی

فضیلت کا معیار ـــ تقویٰ

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

فرمایا:۔ جہاں تک حسب و نسب کا تعلق ہے دینِ حق رنگ و نسل اور ملک و قوم اور محض خاندان کی وجہ سے کسی کو کوئی فوقیت نہیں دیتا۔ سچے مذہب نے جاہلیت کے سارے فخروں کو ہٹا دیا ہے چنانچہ "ایک ہی جان" (ترجمہ) کے الفاظ میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ سب کے آباؤ اجداد ایک ہی ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور کسی کالے کو گورے پر اور نہ کسی گورے کو کالے پر کوئی فوقیت حاصل ہے۔ دینِ الٰہی نے تقویٰ کو فضیلت کا معیار ٹھہرایا ہے۔ یہی بنیاد ہے (دینِ حق کے) معاشرہ کی اور اس بنیاد پر ازدواجی رشتے استوار ہونے چاہئیں۔" (خطبہ فرمودہ ۶۔ نومبر ۱۹۸۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعا کی اہمیت

ریویو آف ریلیجنز کا ایک اداریہ

انگلستان سے شائع ہونے والا ماہنامہ "دی ریویو آف ریلیجنز" ایک اداریہ میں کہتا ہے کہ مذہب کے تمام معمولات میں سے دعا (نماز) خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کے لئے سب سے زیادہ مجرب ہے اور یہ بات ہر مذہب میں پائی جاتی ہے۔ سب مذاہب میں یہ مشابہت ہے صدیاں گذر گئی ہیں کہ انسان نے یہ معلوم کیا کہ خدا تک پہنچنے کے لئے جو دروازہ کھلا ہے اس کا نام دعا ہے اگر عاجزی کے ساتھ دعا کی جائے تو انسان کو اس سے طمانیت حاصل ہوتی ہے اور یہ پریشانیوں کو دور کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اسی طرح انسان کو نچلے درجے سے اٹھا کر بہت اوپر لے جاتی ہے۔ ایسے خطوں میں جہاں کوئی دوسرا شخص پہنچ نہیں پاتا۔ قرآن مجید میں دعا کا اس رنگ میں ذکر ہے کہ ایمان لانے والوں کی یہ ایک صفت ہے۔ لکھا ہے یہ ایک مکمل کتاب ہے اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ نیکوکاروں کے لئے یہ ایک ہدایت ہے۔ وہ نیکوکار جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اگر یقین کے ساتھ دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے سنتا بھی ہے اس کا جواب بھی دیتا ہے۔ اور انسان کی روح اور اس کے قلب کے تزکیہ کا باعث بنا دیتا ہے۔ اگر نماز باقاعدگی کے ساتھ عجز و انکسار کے ساتھ ادا کی جائے تو ہم اپنے آپ کو گناہوں سے بچا سکتے ہیں اور اپنے دلوں کو پاک صاف بنا سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس کا ایک امتیازی وصف یہ بیان کیا گیا ہے۔ جو کچھ آپ پر کتاب میں نازل کیا گیا ہے اسے پڑھیئے اور نماز پڑھیئے یقیناً نماز بری باتوں سے محفوظ رکھتی ہے اور یقیناً نماز کا پڑھنا اور یقیناً اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دل کی صفائی کے لئے اور اسی طرح روح کی بھی، نماز کا پڑھنا ایک تجربہ شدہ بات ہے اور یہ صرف نماز ہی ہے جس کے ذریعے ہم اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق پیدا کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں لکھا ہے یقیناً جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں دی گئی ہدایت پر عمل کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں خفیہ طور پر اور دکھا کر بھی وہ ایک ایسے سودے میں مشغول ہیں جو کبھی انہیں ناکامی کا منہ نہیں دیکھنے دے گا یہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی پوری جزا دے اور ان کے لئے اپنی نعمتوں میں اضافہ فرمائے وہ بہت معاف کرنے والا ہے اور داد و تحسین بھی بہت دیتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق نماز ایمان لانے والوں کی معراج ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادتوں میں سے سب سے بلند و بالا رتبہ رکھنے والی عبادت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا ہے کہ نماز ایک ایمان لانے والے کو اپنے خالق سے قریب لے آتی ہے۔ یہ بات پوری طرح سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ کوئی مخلصانہ دعا ضائع نہیں جاتی کیونکہ ہمارا علم محدود ہے اور ہماری نظر دور رس نہیں۔ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ ہمارے لئے کیا کچھ وقوع پذیر ہونے والا ہے اور کون سی بات ہمارے لئے یا آخر تکلیف کا باعث بنے گی۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر مکمل طور پر بھروسہ رکھیں اور جب ہم نے کوئی دعا کی ہو۔ اپنی مشکلات کے اوقات میں۔ تو اسی کی طرف نظر رکھیں۔ جو کچھ بھی ہمارے لئے مفید ہوگا وہ ہمیں عطا کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے ہر بندے کے ساتھ انفرادی تعلق بھی ہے اور انسان کی دعاؤں کی مقبولیت کا ایک ذریعہ اس کے ساتھ قریبی تعلق ہے۔ انسانی ذہن اور جسم دونوں ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہیں اور دونوں ایک دوسرے کا ردِعمل ظاہر کرتے ہیں۔

یہ ہمارے تجربے کی بات ہے کہ جب ہم ناخوش ہوتے ہیں تو ہماری آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور جب ہم خوش ہوتے ہیں تو بلا تکلف ہمارے چہرے پر مسکراہٹ پھیل جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی ذہن کو اس کے جسم سے الگ نہیں کیا جا سکتا اور اسی طرح اس کے جسم کو بھی اس کے ذہن سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ایمان لانے والوں کو اپنی دعا کے وقت یعنی نماز ادا کرتے ہوئے مختلف حالتوں میں سے گذرنا چاہیئے تا کہ جسم کی حرکات ذہن کے ساتھ ساتھ ہم آہنگ ہوتی رہیں۔ اور اس طرح ہم اپنے عجز اور انکسار اور اطاعت کا اظہار کریں۔ دین حق میں نماز کے دوران تمام قسم کی عبادت گذاری کے عوامل شامل کر دیئے گئے ہیں۔ بعض لوگ کھڑے ہو کر اپنے انکسار کا اظہار کرتے ہیں۔ بعض گھٹنوں کے بل ہو کر یا بعض سجدے کی کیفیت کی حالت میں۔ یہ ہیں وہ چیزیں جن کے ذریعے وہ اپنے انکسار کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ جان لینے کی بات ہے کہ جو دعا یا نماز پوری طرح جسم اور روح کی ہم آہنگی کے ساتھ ادا کی جائے وہی اپنے اندر حقیقت رکھتی ہے ہماری کوئی ایسی دعا جس میں خلوص اور انکسار نہ ہو۔ قبول ہونے کے قابل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ اپنی نمازوں میں عجز و انکسار کا اظہار کرتے ہیں وہی حقیقی طور پر کامیاب ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو بندہ بھی انکسار کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بلندیوں پر سرفراز کر دیتا ہے۔ جب ہم تخلیق عالم پر غور کرتے ہیں۔ اور ان قوانین پر جن کے ذریعے سب کچھ ہو رہا ہے۔ اور ہم دنیا کے مختلف مناظر دیکھتے ہیں جو ہماری روح کو اور ہمارے دل کو اور ہماری آنکھوں کو خوش کر دیتے ہیں تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس ہونے لگتا ہے۔ یہی وہ احساس ہے جو ہمارے اندر عجز اور انکسار پیدا کرتا ہے۔ ہم نماز کے شروع ہی میں اللہ تعالیٰ کی صفتیں بیان کرتے ہیں۔ جس میں وہ مہربان ہے رحم کرنے والا ہے اور عدالت کے دن کا مالک ہے۔ اگر ان باتوں کو ہم اپنی کمزوری کے پہلو بہ پہلو رکھیں تو ہمیں اپنی کمزوریوں اور خامیوں کا احساس ہونے لگتا ہے۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہو سکتا ہے کہ ایک دن میں پانچ نمازیں پڑھنا ضرورت سے زیادہ ہے۔ لیکن جب ہم نماز کی احادیث پر غور کرتے ہیں کہ اس کے ذریعے ہمیں تزکیہ حاصل ہوتا ہے۔ تو ہم یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ وہ وقت جو ہم نماز کے دوران گذار دیتے ہیں وہ ہمارے لئے انتہائی مفید ہے۔ اگر نماز کے اوقات پر غور کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ دن کا آغاز بھی اسی سے ہوتا ہے اور انجام بھی۔ اس سے گویا کہ جاگتے ہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور سونے سے معاً پہلے بھی یہی عمل دہرایا جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص دن میں پانچ مرتبہ نہائے تو اس کے جسم پر کوئی گندگی باقی نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دن میں پانچ مرتبہ خلوص انکسار اور عجز کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی روحانی صفائی اور پاکیزگی میں کوئی شک باقی نہیں رہ سکتا۔

ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹوریل بورڈ کے اراکین کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں
بی۔ اے۔ رفیق۔ چیئرمین۔
بی۔ اے۔ آرچرڈ۔ ایم۔ اے۔ شاہ
ایم اے۔ ساقی۔ اے۔ ایم۔ راشد
امتل ایم چوہدری۔

اور اس کے جائنٹ ایڈیٹر بشیر احمد آرچرڈ اور منصور احمد شاہ ہیں۔ نعیم عثمان میمن اس کے اسسٹنٹ ایڈیٹر ہیں۔

ہمارے جو قاری اس سلسلے میں مزید خط و کتابت کرنا چاہیں وہ مضامین کے سلسلے میں

THE EDITOR
16 GRESSEN HALL
ROAD LONDON SW18
5.QL U.K

سے رجوع کریں۔ اور بدل اشتراک کے لئے اسی پتے پر امتل ایم چوہدری سے رابطہ پیدا کریں۔

پنجاب میں اخبارات

پنجاب کے صوبائی وزیر اطلاعات نے اسمبلی میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے بتایا ہے کہ پنجاب میں کل ۸۳۶ اخبارات و جرائد چھپ رہے ہیں۔ صوبہ بھر میں روزانہ چھپنے والے اخبارات کی تعداد ۲۱۲ ہے جبکہ صرف لاہور سے ۸۸ اخبارات روزانہ شائع ہوتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ نئے ڈیکلریشن کے حصول کے لئے تمام پابندیاں ختم کر دی گئی ہیں۔

(بحوالہ "جنگ" یکم اکتوبر ۹۱ء)

کس نے کیا کہا؟

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے سربراہ علامہ ساجد نقوی نے کہا:

"کسی پولیس والے کو اپنے گھروں میں نہیں گھسنے دیں گے۔ کوئی ایسا کرے تو اسے گولی مار دو۔ آج کے بعد کسی نے ہمارے خلاف غلیظ زبان استعمال کی تو ہماری گولی اس کی زبان پر لگے گی۔ امام خمینی کے پیروکار ہیں خطرات سے نہیں ڈرتے"۔

پاکستان میں متعین جاپان کے سفیر مسٹر موراؤکا نے کہا:

"پاکستان کی موجودہ حکومت غیر مستحکم ہے۔ زیادہ دیر نہیں چلے گی۔ ہمیں

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یو۔ نذیڈ تاثیر

خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

اس کارگاہ حیات میں نسل انسانی کی تعلیم و تربیت کے لئے مختلف اوقات میں مختلف پیغمبر اور مصلح تشریف لاتے رہے اور تبلیغ کے ذریعے اصلاح کے کام کو عمدہ طریقے سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کرتے رہے۔ اس سلسلے میں خیر البشرؐ کو جو عالی شان کامیابی حاصل ہوئی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپؐ کی عظیم کامیابی نے آپؐ کو انبیاء کرام میں ایک بلند مقام پر فائز کیا۔ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مخالفین کی ایذا رسانی کو خندہ پیشانی اور ہمت و استقامت سے برداشت کیا رحمت، شفقت اور نرم مزاجی کا اظہار فرمایا۔ دشمنوں نے ستایا۔ تبلیغ اسلام کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کیں اور مشکلات پیدا کیں۔ مخالفین کی اذیتوں کی وجہ سے آپؐ نے اپنے وطن عزیز کو چھوڑا۔ حق کی راہ میں دکھ سہے لیکن صبر و استقامت کے ساتھ تبلیغ کے کام کو جاری رکھا۔ دشمنوں کے حق میں دعا فرمائی کہ "اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے یہ لاعلم اور بے خبر ہیں"۔ دشمنوں پر قابو پایا تو انتقام نہیں لیا بلکہ ارشاد فرمایا۔ "آج تم سے کوئی مواخذہ نہیں"۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مشن کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ ایک عیسائی مؤرخ جارج سیل کے الفاظ ہیں۔ "دنیا میں اسلام کو وہ مقبولیت حاصل ہوئی کہ جس کی مثال موجود نہیں۔ اسے نہ صرف عربوں نے قبول کیا بلکہ جہاں کہیں اس کا غلغلہ بلند ہوا وہیں گردنیں جھک گئیں"

صحیح طور پر معلوم کرنے کے لئے کہ سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کس پائے کے مبلغ تھے اور آپؐ کی تبلیغ کے انداز میں کیا کیا خوبیاں تھیں۔ ہمیں تاریخ کی ورق گردانی کرکے اس وقت کا جائزہ لینا ہوگا۔ جس میں آپ بطور نبیؐ مبعوث ہوئے اور ان حالات کو پیشِ نظر رکھنا ہوگا جن میں آپؐ نے دین اسلام کی تبلیغ کا آغاز فرمایا، جسے، ایچ ڈیلیس نے اس وقت کے حالات کا جائزہ کچھ ان الفاظ میں لیا ہے۔

"پانچویں اور چھٹی صدی عیسوی میں متمدن دنیا انتشار اور بدامنی کے کنارے پر پہنچ چکی تھی۔ بربریت اور درندگی ہر سو چھائی ہوئی تھی، قانون اور ضابطے کا نام و نشان تک باقی نہ رہا تھا"۔

یہ تو دنیا کی عمومی حالت تھی۔ عرب کی حالت تو انتہائی ابتر تھی۔ پوری عرب دنیا پر ظلم و استبداد کے سیاہ بادل منڈلا رہے تھے۔ ہر سو بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ ہر فرد جہالت کی تاریکی میں گھرا ہوا تھا۔ بدکاری عام تھی۔ قماربازی اور شراب نوشی اہل عرب کے رگ و پے میں سرایت کر چکی تھی۔ سود خوری کی لعنت نے ان کے گرد مضبوط جال بنا رکھا تھا۔ رہزنی اور غارت گری ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ ذراسی بات پر جنگ و جدل کا نہ ختم ہونیوالا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ بعض قبائل قتل اولاد جیسے وحشیانہ فعل کو اپنائے ہوئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کردار کی عظمت اور رفعت سے حسن خلق اور پیار و محبت سے وحشی اور درندہ صفت قوم کی دلوں میں کایا پلٹ کر رکھ دی ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔ اسلامی تعلیمات کو اس عمدگی کے ساتھ پیش کیا کہ اسلام کے بڑے بڑے دشمن مطیع اور فرمانبردار بن گئے اور انہوں نے بخوشی اسلام قبول کر لیا۔ عبداللہ بن سلام یہودیت، ورقہ بن نوفل عیسائیت اور عثمان بن طلحہ اپنی مسندیں چھوڑ کر اسلام کے ادنیٰ خادم کہلوانے میں فخر محسوس کرنے لگے۔ آپؐ کی تبلیغ کا انداز اس قدر مؤثر تھا کہ فاروقِ اعظمؓ کہ جن کی سطوت اور ہیبت کا یہ عالم تھا کہ قیصر و کسریٰ اپنے عالی شان محلات میں فقط ان کا نام سن کر تھر تھر کانپ اٹھتے تھے، حضرت بلال حبشیؓ کو سیدنا سیدنا کہہ کر پکارتے رہے ہیں۔ رنگ و نسل کا فرق جاتا رہا، قومیت کے بت پاش پاش ہوئے، دشمن دوست بن گئے۔ آپؐ کی تبلیغ کی نمایاں خصوصیات، نرم مزاجی قول و فعل میں مطابقت، تحمل، حلم و بردباری، عفو و درگذر، عدل و انصاف کا بہترین عملی نمونہ، بے مثال جود و سخا، بے پایاں رحم و کرم، بے نظیر صبر و استقلال، عمدہ معاملہ فہمی کی اعلیٰ صلاحیتیں تھیں۔ یہ اعلیٰ اور بہترین اوصاف مبلغین کی صف میں آپؐ کو بلند ترین مقام پر فائز کرتے ہیں۔ ...

.... اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہم اس انسان کامل کی جلائی ہوئی مشعل سے روشنی حاصل کرکے اس دنیا کی ظلمتوں کو اجالے میں بدل دیں۔ ذرا سوچیں، ذرا غور کریں، ہمارے اردگرد جو کچھ ہو رہا ہے کیا وہ ہمیں پکار پکار کر اسوۂ حسنہ پر چلنے کی ترغیب نہیں دے رہا ہے۔ کیا ہمارے مسائل کا اس کے سوا اور کوئی حل ہے نہیں ہرگز نہیں۔

(اپنا گھر ۱۶ تا ۳۰ ستمبر ۱۹۹۱ء)

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ——— نون۔ سین

بیمار کی مدد

جناب عبدالستار صاحب ایدھی نے ایک طالب علم کے لئے جو کینسر سے بیمار ہے ۲۲ لاکھ روپیہ اکٹھا کیا ہے تاکہ اس طالب علم کا علاج بیرون ملک کروایا جا سکے اس مثال کو دیکھتے ہوئے اوکاڑہ کی ایک طالبہ نے جو چھٹے گریڈ میں تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ اپنے ایک استاد چچا اکرام اللہ صاحب کے لئے بھی روپیہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا ہے۔ اکرام اللہ صاحب بھی کینسر سے بیمار ہیں اور اگرچہ بورڈ نے ان کے لئے فیصلہ کیا ہے۔ کہ انگلستان میں ان کا علاج کروایا جانا چاہیئے۔ لیکن یہ فیصلہ حکام بالا تک پہنچتے پہنچتے نہیں معلوم کہاں غائب ہوگیا۔ اس بچی طالبہ نے ابھی تک جو رقم اکٹھی کی ہے وہ بہت قلیل ہے لیکن اس کا خیال ہے کہ وہ ہمت نہیں ہارے گی۔ اور پُرامید رہ کر یہ روپیہ اکٹھا کرتی رہے گی۔ تاکہ اسکے چچا کی زندگی کے جو دن باقی ہیں ان کو کسی طرح کسی حد تک طول دیا جا سکے یعنی وہ کچھ دن اور زندہ رہ سکیں۔ یہ بات ممکن نظر نہیں آتی کہ یہ بچی اتنا روپیہ اکٹھا کرے گی کہ اکرام اللہ صاحب باہر جاکر اپنا علاج کروا سکیں کیونکہ روپیہ دینے والے مریض کے لئے کم دیتے ہیں اور روپیہ اکٹھا کرنے والے کیلئے زیادہ۔ جناب عبدالستار ایدھی کا خدمت خلق میں جو نام نکلا ہوا ہے اسکی وجہ سے وہ بائیس لاکھ روپیہ اکٹھا کر سکے۔ اگر اس طالب علم کے لئے بھی کسی اور نے مہم چلائی ہوتی تو اس بات کا امکان نہیں تھا کہ وہ اتنی رقم اکٹھی کر سکے۔ بہر حال کام نیکی کا ہے دراصل روپے کی ضرورت ہے۔ بیمار کو نہ کہ اکٹھا کرنے والے کو۔ ہو سکتا ہے یہ بچی بھی روپیہ اکٹھا کرتی رہے اور اسکے پاس اتنی رقم جمع ہو جائے جو اپنے چچا کو بیرون ملک بھیج کر اس کا علاج کروا سکے۔

ٹیکنیکل تعلیم

وفاق کے وزیر تعلیم نے ٹیکنیکل ایجوکیشن کی ڈائرکٹوریٹ کو ہدایات دی ہیں کہ وہ ۳۷ کمپری ہنسو پائلٹ اور ٹیکنیکل ہائی سکولوں کے لئے اساتذہ کے ریفریشر کورسز کا انتظام کریں۔ فی الحال ان ۳۷ سکولوں میں ٹیکنیکل تعلیم دینے کا انتظام کیا جائے گا۔ اگرچہ سکیم یہ ہے کہ درجہ وار اس ٹیکنیکل تعلیم کو پھیلایا جائے اور پنجاب کے تین سو سکولوں میں یہ پروگرام جاری کر دیا جائے۔ ڈائریکٹوریٹ کو یہ ہدایت بھی دی گئی ہے کہ ان ۳۷ سکولوں کے علاوہ باقی تمام سکولوں میں بھی انتظامات کرنے کا پروگرام بنا لیا جائے۔ یہ بات وزیر تعلیم نے گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ کالج فیصل آباد میں کہی۔ ڈائریکٹر ٹیکنیکل تعلیم پنجاب نے وزیر تعلیم کو بتایا کہ اس وقت پنجاب میں ۲۳۲ ٹیکنیکل ادارے کام کر رہے ہیں اور یہ تعلیم اور تربیت جن لڑکوں کو دے رہے ہیں۔ ان کی تعداد سولہ ہزار سے زیادہ ہے۔ یہاں طلباء سے مراد استاد بھی ہیں۔ جنہیں باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے۔ کہ انہوں نے اپنے تدریسی پروگرام میں کس طرح ٹیکنیکل تعلیم کی تدریس کرنی ہے۔

ہمارا یہ خیال ہے کہ فی زمانہ ٹیکنیکل تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر احمدی والدین اور احمدی طلباء کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئیے۔ جن سکولوں میں باقاعدہ ٹیکنیکل تعلیم دی جائے گی۔ یہاں کے طالب علموں میں سے احمدی طلباء کو خاص طور پر یہ تعلیم حاصل کرنی اور اس میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے علاوہ بھی جو ادارے ٹیکنیکل تعلیم دے رہے ہیں ان میں داخلوں کے متعلق ہمارے طلباء کو خصوصی توجہ ہونی چاہیئے۔ یہ زمانہ ٹیکنیکل تعلیم کا ہے اور ویسے بھی ہماری جماعت کو اس بات کی خاص طور پر ضرورت ہے۔ امید ہے احمدی والدین اور طلباء اس طرف خاص طور پر توجہ فرمائیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرتبہ ــــــ عبدالمغنی زاہد

لیڈی ڈیانا ــ پاکستان میں

برطانوی تخت و تاج کے وارث پرنس آف ویلز شہزادہ چارلس کی اہلیہ لیڈی ڈیانا جنہیں پرنسس آف ویلز کہا جاتا ہے اپنا پاکستان کا چار روزہ دورہ مکمل کرنے کے بعد اب انگلستان واپس پہنچ چکی ہیں۔ وہ ۲۳ ستمبر کی صبح کو اسلام آباد پہنچی تھیں۔ انہوں نے لاہور پشاور اور چترال کا بھی دورہ کیا۔ صدر مملکت، وزیراعظم، صوبائی گورنروں وزرائے اعلیٰ اور دیگر عمائدین حکومت نے ان کے اعزاز میں استقبالیہ دعوتوں کا اہتمام کیا۔ شاہی مہمان جہاں کہیں بھی گئیں ان کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا گیا۔ ان کی سواری جس سڑک پر سے بھی گزرتی تھی۔ عورتوں بچوں اور مردوں کی بہت بڑی تعداد مستقبل کی ملکہ برطانیہ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتی۔ عوام کی اس غیر معمولی دلچسپی کا باعث ان کی مسحور کن شخصیت کے علاوہ شہزادی کی بچوں۔ معذور افراد اور مصیبت زدہ لوگوں سے محبت اور شفقت کا اظہار بھی ہے جس کی وجہ سے وہ دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ بظاہر ایک فیشن ایبل اور کھلنڈری سی نظر آنے والی اس نوعمر شہزادی کو قدرت نے ایسا ہمدرد اور حساس دل عطا کر رکھا ہے جو پریشان حال معاشرے کے ٹھکرائے ہوئے اور موذی امراض میں گرفتار لوگوں کو دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے۔ وہ جہاں کہیں بھی جاتی ہیں مصیبت زدہ لوگوں میں گھل مل کر ان کے احوال معلوم کرتی ہیں۔ اس وقت وہ برطانیہ اور دولت مشترکہ کی ۶۰ سے زائد سماجی، بہبود اور صحت عامہ کی تنظیموں کی سرپرست اعلیٰ ہیں۔ اپنی فطرتی سادگی۔ بچوں سے محبت اور پُر شفقت مسکراہٹ کی وجہ سے بھی وہ برطانیہ اور بیرونِ ملک بہت مقبول ہیں۔

لیڈی ڈیانا کا پورا نام ڈیانا فرانسس سپنسر ہے وہ یکم جولائی ۱۹۶۱ء کو نارفوک شمالی انگلینڈ میں سنڈری گھم کے پارک ہاؤس میں پیدا ہوئیں۔ اگرچہ وہ شاہی خاندان کی فرد نہیں تھیں مگر ان کے والد اپنے کاروبار کے اعتبار سے ملک بھر میں نمایاں شخصیت سمجھے جاتے تھے۔ انہیں (ڈیانا کے والد کو) ۱۹۷۵ء میں اپنے والد کی وفات پر "ارل آف سپنسر" کا لقب حاصل ہو گیا۔ قبل ازیں وہ جارج ششم اور پھر ملکہ الزبتھ کے لئے خصوصی خدمات بجا لانے کے مواقع بھی حاصل کرتے رہے تھے۔ شاہ جیمز اور شاہ چارلس دوم اس خاندان کے آباؤ اجداد میں شمار ہوتے ہیں۔ جو لندن کے شمال مغربی علاقے نارتھمپٹن شائر میں ۱۵۰۸ء میں مقبول ہونا شروع ہوا۔ اس طرح شہزادہ چارلس لیڈی ڈیانا کے ساتویں کزن ہیں۔ لیڈی ڈیانا کے خاندان کی جڑیں امریکہ تک بھی پہنچی ہوئی ہیں۔ اور امریکہ کے دو سابق صدر جان ایڈمز اور روزویلٹ ان کے دور کے رشتہ دار ہیں۔ ڈیانا چھ سال کی تھیں کہ ناچاقی کے باعث ان کے والدین میں علیحدگی ہو گئی۔ والدہ ۱۹۶۹ء میں ایک دوسرے خاوند سے شادی کے بعد سکاٹ لینڈ چلی گئیں اور بچے پارک ہاؤس میں اپنے والد کے پاس رہے۔ ۱۹۷۶ء میں والد نے بھی مشہور ناول نگار باربرا کارٹ لینڈ کی بیٹی رین سے شادی کر لی۔ ڈیانا جو اپنی سگی ماں سے بے حد محبت کرتی تھی اور باوجود دوری کے اسے فراموش نہیں کر پائی تھی اپنی سوتیلی ماں سے سمجھوتہ کرنے میں ناکام رہی۔

ڈیانا کو ابتدائی تعلیم گھر پر دیئے جانے کے بعد ۹ سال کی عمر میں سکول بھجوایا گیا۔ وہ تعلیمی لحاظ سے تو کسی قابلِ ذکر کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر سکی البتہ سوشل اور ثقافتی سرگرمیوں میں ہمیشہ نمایاں رہی اور تمام طالبات میں اپنی سادگی اور خوش اخلاقی کی وجہ سے بہت مقبول رہی۔ کھیلوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھی اور اپنے سکول کے لئے کئی انعامات اور ٹرافیاں بھی حاصل کیں۔ ۱۶ سال کی عمر میں ڈیانا کو مزید تعلیم کیلئے سوئٹزرلینڈ بھجوایا گیا۔ مگر وہاں جانے سے پہلے ہی ایک تقریب میں شہزادہ چارلس سے ملاقات ان دونوں کو قریب لانے اور پھر مستقبل میں زندگی کا ساتھی بننے کا موجب بن گئی۔ شہزادہ چارلس اس تقریب میں مہمان خصوصی تھے۔ اس سے پہلے بچپن میں ڈیانا کو چارلس کے دو چھوٹے بھائیوں ایڈورڈ اور اینڈریو سے ایک عرصہ تک ملنے اور اکٹھے کھیلنے کا موقع مل چکا تھا جب ننھے شہزادے پارک ہاؤس کے تالاب میں تیراکی کے لئے آیا کرتے تھے۔ بہرحال چارلس اور ڈیانا نے جلد ہی ایک دوسرے کے ساتھی بننے کا فیصلہ کر لیا اور ۲۴ فروری ۱۹۸۱ء کو ایک شاندار تقریب میں ملکہ نے ان کی منگنی کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد ڈیانا کچھ عرصہ ملکہ کے محل میں شاہی آداب سیکھتی رہیں اور بالآخر ۲۹ جولائی کو تاج برطانیہ کے وارث کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر انہوں نے عالمی شہرت کے میدان میں قدم رکھا۔ اس تاریخی شادی کی تقریب سینٹ پال کے وسیع و عریض کیتھیڈرل میں منعقد ہوئی۔ جس میں دنیا بھر سے ۲۷۰۰ نامور شخصیتوں نے شرکت کی۔ ایک اندازے کے مطابق ۷۰ کروڑ افراد نے ٹیلی ویژن پر ڈیانا اور چارلس کی شادی کی تقریب مشاہدہ کی۔

برطانیہ کے سیاسی مبصرین کے خیال میں اُن دنوں برطانیہ میں جمہوری روایات کی مقبولیت کی وجہ سے عوام کے دلوں میں اپنے بادشاہی نظام کے خلاف جذبات زوروں پر تھے۔ مگر ڈیانا برطانیہ کا روشن ستارہ بن کر طلوع ہوئیں۔ اور نوعمر جوڑے نے ملک بھر کا دورہ کر کے عوام میں اتنی مقبولیت حاصل کر لی کہ ان کے جذبات پھر سے بادشاہت کے حق میں تبدیل ہو گئے۔ لیڈی ڈیانا اپنی خوش مزاجی۔ سادگی اور ملنسار طبیعت کی وجہ سے جلد عوام میں مقبول ہونے لگیں۔ بے شمار فلاحی تنظیموں خیراتی اداروں اور معذوروں اور معمر افراد کی فلاح و بہبود کی انجمنوں کی سرپرستی شروع کر دی اور ان کی سرگرمیوں میں عملی طور پر بھرپور شرکت اختیار کرنے لگیں۔ گونگے اور بہرے بچوں سے باتیں کرنے کے لئے خصوصی کوشش سے ان کی اشاراتی زبان سیکھی اور یوں جب بھی موقعہ ملے وہ ان تک براہ راست اپنی محبت و شفقت کے جذبات پہنچاتی رہتی ہیں۔

لندن کے ایک ہسپتال میں جب لیڈی ڈیانا نے ایڈز میں مبتلا نو مریضوں سے مصافحہ کیا تو ساری دنیا میں اس کا خوب چرچا ہوا۔ اس وقت شہزادی نے کوئی دستانے وغیرہ بھی نہیں پہنے ہوئے تھے۔ ماہرین طب ایڈز کو ایسی خطرناک متعدی مرض قرار دیتے رہے ہیں جو ہاتھ لگانے سے بھی دوسرے شخص کو لگ جاتی ہے اور ان حقائق سے آگاہی کے باوجود مہربان شہزادی نے ان سب سے ہاتھ ملایا۔ اس کے بعد ۱۹۸۹ء میں جب وہ نیویارک گئیں تو وہاں بھی ہسپتال میں ایڈز میں مبتلا ننھے بچوں اور عورتوں سے محبت کا اظہار کیا۔ انہیں ساتھ چمٹایا اور پیار کیا۔ اسی سال انڈونیشیا کے دورہ میں جکارتہ کے قریب ایک ہسپتال میں برص (کوڑھ) کے مریضوں سے ایسی ہی یگانگت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے پاس بستر پہ بیٹھ کر بے دھڑک گپ شپ لگاتی رہیں اور انہیں تسلی دی۔ ہانگ کانگ میں بھی انہوں نے ایسا ہی مظاہرہ کیا۔ غالباً وہ مریضوں کے معالجوں اور لواحقین کو اپنے رویہ سے یہ سکھانا چاہتی ہیں کہ انہیں بھی ان پریشان حال مریضوں سے نفرت کی بجائے محبت اور قربت کا اظہار کرنا چاہیئے۔ وہ ایسے مواقع پر اپنی تقاریر میں بھی لوگوں کی توجہ معذور افراد کی بہبود اور آبادکاری کی طرف مبذول کراتی ہیں۔ اپنے جذبات کا بھرپور طور پر اظہار کرنے کے لئے وہ ہمیشہ اپنی تقاریر خود لکھتی ہیں۔

لیڈی ڈیانا کے دو بیٹے ہیں۔ ۲۱ جون ۱۹۸۲ء کو جب پہلے بیٹے کی پیدائش کا مرحلہ آیا۔ تو ملکہ برطانیہ نے شاہی روایات کے مطابق بکنگھم پیلس میں ہی انتظامات کی ہدایات جاری کیں مگر ڈیانا نے اصرار کر کے شہر کے ہسپتال میں داخلہ لیا اور وہیں شہزادہ ولیم کی پیدائش ہوئی۔ دوسری مرتبہ انہوں نے شاہی روایات کو اس وقت توڑا جب اپنے شوہر کے ساتھ پہلی مرتبہ غیر ملکی دورے پر آسٹریلیا جاتے ہوئے اصرار کیا کہ ننھا ولیم بھی (جس کی عمر ۹ ماہ تھی) ساتھ جائے گا۔ اس سے پہلے برطانیہ کے ننھے شہزادے کبھی بھی اپنے والدین کے ساتھ دورہ پر نہیں گئے تھے۔ چند سال بعد چھوٹے بیٹے ہنری کا ایک معمولی اپریشن ہوا تو شاہی خاندان کی دوسری خواتین کے برعکس ڈیانا نے خود ساری رات جاگ کر ہسپتال میں گزاری اور اپنے بیٹے کے علاوہ ارد گرد دوسرے مریض بچوں سے بھی ہمدردی اور پیار کا اظہار کرتی رہیں۔

پرنسس آف ویلز عموماً خود ڈرائیو کر کے بچوں کو سکول چھوڑنے اور لینے جاتی ہیں۔ ان کی تدریس میں ذاتی دلچسپی لیتی ہیں۔ حال ہی میں ان کے بچوں کے سکول میں والدین کی دوڑ کا مقابلہ ہوا جس میں ڈیانا بھی شریک ہوئیں اور

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رسائل وجرائد

اس وقت تشحیذ الاذہان مئی ۱۹۹۱ء، جون ۱۹۹۱ء اور جولائی ۱۹۹۱ء پیش نظر ہیں۔ اس رسالے کے ایڈیٹر ہیں فضیل عیاض احمد۔ اور یہ رسالہ بچوں کی سیرت اور کردار کی تعمیر کرنے کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ، حضور کے اسوۂ حسنہ اور بعض مشہور واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی کے حالات واقعات اور حضور کی تصانیف میں سے اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ مختلف علاقوں کی سیر بھی کروائی جاتی ہے۔ آپ کوئی سوال پوچھیں تو اس کا جواب بھی دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات اس کے سرورق پر نہایت خوبصورت تصاویر شائع کی جاتی ہیں۔ مثلاً جون ۱۹۹۱ء کے شمارے کے سرورق پر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب موجودہ امام جماعت احمدیہ کی ایک یادگار تصویر ہے۔ تصویر عین نوجوانی کی ہے۔ اور آپ نے سر پہ پگڑی باندھی ہوئی ہے۔ یہ تصویر دیکھ کر ہمیں خیال آیا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کو عید کے موقع پر ٹوپی پہنے دیکھ کر فرمایا۔ اس وقت آپ کی صغر سنی کا زمانہ تھا۔ "میاں! آج بھی ٹوپی"۔ گویا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ چاہتے تھے کہ جہاں تک ممکن ہو پگڑی کا استعمال کیا جائے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی عنفوان شباب کی پگڑی والی تصویر دیکھ کر دل کو بہت راحت نصیب ہوئی۔ چہرہ خدا تعالیٰ نے ویسے ہی خوبصورت بنایا تھا لیکن اس پر پگڑی نے اور بھی رنگ باندھ دیا۔ نہایت پیاری تصویر ہے۔ اسی پرچے کے دوسری طرف دو گروپ فوٹوز ہیں۔ ایک میں ایڈیٹر خالد و تشحیذ الاذہان محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے ہمراہ اور دوسری اشاعت کمیٹی ۱۹۸۹ء ۱۹۹۰ء۔ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے ہمراہ ہیں۔

اس شمارے میں ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں محترم حافظ مظفر احمد صاحب کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہیں۔ حضرت سلمان فارسی کی آپ بیتی مکرم محمود مجیب اصغر صاحب کا۔ پیارے حضور یعنی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب مدیر کے قلم سے اور پیارے آقا کی پیاری یادیں مکرم طارق محمود صاحب ناصر کے قلم سے۔ حضرت امام جماعت الثالث کی چند یادیں مکرم امجد ماقی صاحب نے تحریر کی ہیں اور دیانت داری کا پھل مکرم امان اللہ صاحب امجد نے اور بہترین دوست مکرم مبارک احمد صاحب عابد نے کھیل اور کھلاڑی کے سلسلے میں فٹ بالنگ کے عنوان سے مکرم مجدالدین مجد صاحب نے ایک مضمون تحریر کیا ہے۔

جولائی کے شمارے میں جون ہی کی طرح ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے تحریر کیا ہے دوسروں کی تکلیف کا احساس مکرم بشارت احمد صاحب شاہد اور حضرت سلیمان فارسی کی آپ بیتی جون ہی کے شمارے کے تسلسل میں مکرم محمود مجیب اصغر صاحب نے۔ مکرم فیصل محمود گھمن صاحب نے شہزادہ عبداللطیف صاحب کے متعلق مضمون تحریر کیا ہے اور مکرم آصف محمود صاحب باسط نے "ذہین بچے۔ انٹرویو" پیش کیا ہے۔ مکرم رفیق احمد صاحب نے جانِ بہار اور مکرم مبارک احمد صاحب مجوکہ نے رحمت کا فرشتہ۔ مکرم کاشف حسیب صاحب نے شمسی توانائی کا استعمال اور جون کے پرچے کے تسلسل میں مکرم مجدالدین مجد صاحب نے فٹ بال اور مدیر صاحب کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ اور بہت کچھ بھی موجود ہے۔ قیمت پرچے کی تین روپے ہے اور یہ دفتر ماہنامہ تشحیذ الاذہان دارالحمد جنوبی ربوہ سے مل سکتا ہے۔

انصار اللہ

انصار اللہ کا شمارہ نمبر ۸۔ (جلد نمبر ۲۵) پیش نظر ہے۔ اس میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا عربی اور فارسی منظوم کلام۔ درس الحدیث، مذکی کامل، بدھ لٹریچر میں آنے والے بدھ کے متعلق عظیم الشان پیش گوئیاں، مضامین شامل ہیں۔ بدھ کے متعلق مضمون محترم شیخ عبدالقادر صاحب نے تحریر کیا ہے۔ مذکی کامل محترم عبدالسمیع خان صاحب استاد جامعہ احمدیہ نے اور درس الحدیث جس میں نماز کی اہمیت اور فرضیت اور برکات کا ذکر ہے۔ محترم مرزا محمد الدین صاحب ناز نے۔ محترم مرزا محمد الدین صاحب ناز اس پرچے کے ایڈیٹر ہیں۔ اور آپ کا اداریہ سچا ایمان کے عنوان سے اس شمارہ میں شامل ہے۔

مصباح

مصباح کے ایڈیٹر ہیں مکرم محمد اسمٰعیل صاحب منیر ثانی۔ آپ کا اداریہ ایمان، تنظیم اور اتحاد کے موضوع پر ہے۔ جلسہ ۱۹۹۱ء برطانیہ کی روداد پیش کی گئی ہے۔ اس کے بعد ناروے کی ایک خاتون کی ایک نظم ناروے کی زبان میں اور اس کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ ایک غزل ہے۔ ایک مضمون تقویٰ جس میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعدد ارشادات شامل کئے گئے ہیں۔ اتحاد اور ربط باہمی اور پھر ایک غزل اس کے بعد چار روزہ تربیتی کلاس ناصرات الاحمدیہ ناروے جو ۲۵ دسمبر سے ۲۸ دسمبر ۱۹۹۰ء تک منعقد کی گئی کی روداد ہے۔ ایک نظم حضرت سیدہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ پاکستان کے سیالکوٹ تشریف لانے پر کہی گئی تھی۔ وہ بھی اس میں شامل ہے۔ ضلع فیصل آباد کی لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع کی رپورٹ بھی اس پرچے کی زینت ہے۔ نوائے دل نظم ہے اور باغبانی کے متعلق خوشنما جھاڑیاں خوشنما درخت پر انتخاب کے موضوع پر لکھا گیا ہے ایک نظم محترم شیخ نصیر الدین احمد صاحب کی یاد میں "غم کی چھائی گھٹا" شامل اشاعت ہے۔ اس کے بعد چند حسین و پاکیزہ یادیں اور آخیر پر پکوان مرغی روسٹ، انڈے کی قلفیاں، کوکونٹ چٹنی۔ آلو بخارا، کرامل آئس کریم اور کافی آئس کریم کے نسخے بتائے گئے ہیں۔ یادرفتگان کا حصہ بھی شامل اشاعت ہے اور لجنہ اماء اللہ پاکستان کے سالانہ اجتماع کے لئے ضروری ہدایات طب وصحت کے سلسلے میں آنکھوں کی حفاظت پر ایک مضمون شائع کیا گیا ہے اور جیسا کہ مصباح کا معمول ہے آخری صفحات درخواست ہائے دعا پر مشتمل ہیں۔

پروفیسر سعود احمد خان

مکرمہ صاحبہ بیگم ریحانہ صاحبہ

میری بھابی محترمہ صاحبہ بیگم ریحانہ اہلیہ مقصود احمد صاحب واقف زندگی ۲۱ ستمبر کو رات ساڑھے تین بجے بعمر ۶۵ سال وفات پا گئیں۔ آپ محترم شیخ غلام حسنین صاحب کی صاحبزادی تھیں۔ جو لمبے عرصہ تک جماعت احمدیہ دہلی کے سیکرٹری مال رہے۔ اور پھر کراچی آکر بھی اسی خدمت کی توفیق پائی۔ موصوفہ کی شادی محترم مقصود احمد ابن محترم ماسٹر محمد حسن آسمان سے ۱۹۴۶ء میں ہوئی جو واقف زندگی تھے اور لمبے عرصہ تحریک جدید کے صنعتی اور تجارتی شعبہ میں اندرون سندھ اور کراچی میں خدمات بجا کر ۱۹۷۸ء میں فوت ہوئے۔ ان کی اہلیہ کو بھی اپنے شوہر کے ساتھ خدمت دین کی توفیق ملی دو بار یعنی ۱۹۵۹ء تا ۱۹۶۷ء اور ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۶ء لجنہ اماء اللہ کنری کی صدر رہیں۔ اور پہلے دور میں جماعت کے قائم کردہ مڈل سکول برائے طالبات کی ہیڈ مسٹرس بھی رہیں۔

نہایت مخلص دین دار عبادت گذار دعاگو خاتون تھیں۔ اور اسی نیک جذبہ کے ساتھ اپنی اولاد کی تربیت بھی کی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ باوجود اپنی بیماری کے خط وکتابت کا باقاعدگی سے اہتمام کرتی رہیں۔

دل کے عارضہ میں لمبا عرصہ بیمار رہیں۔ اور اسی بیماری میں وفات پائی۔ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

موصوفہ موصیہ تھیں ان کے بچے اور بچیاں جنازہ ربوہ لائے اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ نماز جنازہ بیت المبارک کے باغ میں محترم مولانا دوست محمد صاحب نے پڑھائی اور مکرم میر غلام احمد نسیم صاحب استاد جامعہ احمدیہ نے بعد تدفین دعا کرائی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ موصوفہ کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کا ہر طرح حامی و ناصر ہو۔

بقیہ: صہ ۳ سے آگے

پاکستان کی افرادی قوت کی ضرورت ہے لیکن یہاں کے سرکاری حکام اور بااثر شخصیات اپنے بھانجوں، بھتیجوں کو جاپان بھجوانے کی سفارش کرتے رہتے ہیں۔ سندھ میں جاپانی طلبہ کا اغوا ٹویوٹا کمپنی کا لائسنس معطل کرنے کے واقعات کے باعث جاپانی سرمایہ کار پاکستان آنے کو تیار نہیں"۔

(بحوالہ "جنگ" یکم اکتوبر ۹۱ء)

وزارت خارجہ میں طلب کئے جانے پر جاپانی سفیر نے کہا کہ اخبارات نے میرے ریمارکس کو توڑ موڑ کر پیش کیا ہے۔ (نوائے وقت ۲ اکتوبر ۹۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نونہالانِ جماعت

بچّوں کا کالم

پیارے بچّو! اللہ تعالیٰ آپ کو صحت اور تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور نیکیوں میں دوسروں سے بڑھنے کی توفیق دے۔

○ پیارے بچّو! اس بات کا تو ہمیں افسوس ہے کہ ہم "بچّوں کا کالم" باقاعدگی سے شائع نہیں کر سکے لیکن اس بات کی خوشی ہے کہ آپ نے اسے محسوس کیا ہے۔ کسی چیز کے نہ ملنے کا افسوس ہو تو پتہ چلتا ہے کہ اس سے محبت ہے۔ آپ کو واقعی اس کالم سے محبت ہے۔ اگرچہ ہمارے ایک بزرگ جن کے اپنے بچے اب بڑے ہو چکے ہیں اگرچہ وہ اپنے بچّوں کے بچّوں سے بڑی محبت کرتے ہیں اس کالم کے سلسلہ میں ہماری حوصلہ شکنی کرتے رہتے ہیں ان کا خیال ہے کہ الفضل میں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ ہم سے یہ نہ پوچھیں کہ وہ کون ہیں۔ وہ ہمارے ایک بزرگ ہیں بس اتنا ہی کافی ہے۔

○ عزیزہ بشریٰ نذیر جو ہمارے دوست محترم نذیر احمد صاحب خادم کی بیٹی ہیں نے پوچھا ہے کہ بچّوں کا کالم باقاعدگی سے کیوں شائع نہیں ہو رہا اور یہ پوچھنے کے بعد کہتی ہیں کہ اچھا ہم خود ہی حاضر ہو جاتی ہیں۔

عزیزہ بشریٰ نذیر صاحبہ حضرت بیگم صاحبہ حرم حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست کرتی ہیں۔

پھر وہ بچّوں سے یہ بھی کہتی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کالم کے لئے کچھ لکھتے نہیں ہیں اس لئے یہ کالم باقاعدگی سے نہیں چھپ رہا۔

ایک اور بہت کام کی بات جو اس عزیزہ نے کہی ہے یہ ہے (اور یہ بات چھٹیوں کے دوران کہی گئی تھی) کہ بچّوں کو چاہیئے کہ سکول کی کتابوں کے ساتھ سلسلہ کی کتابوں کا بھی مطالعہ جاری رکھیں قرآن مجید کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے کی کوشش کریں۔ اس سلسلہ میں خوب مشق کریں اور یہ کہ حضور انور کو باقاعدگی سے خط لکھا کریں۔

○ عزیزہ راحیلہ احمد نے کراچی سے لکھا ہے کہ یہ کالم باقاعدگی سے شائع کیا کریں۔

عزیزہ نے حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے، کے متعلق دس فقرے لکھے ہیں اور بہت اچھے لکھے ہیں آپ نویں جماعت کی طالبہ ہیں۔ خط بھی بہت اچھا ہے اور جو کچھ لکھا ہے وہ بھی بہت خوب ہے۔

○ ناصرہ آباد ربوہ سے ایک عزیزہ نے (جس نے اپنا نام نہیں لکھا) لکھا ہے کہ بچّوں کے کالم سے بچّوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور بچّوں کو الفضل پڑھنے اور اس کی طرف توجہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔

○ ایک بچّی نے اپنے نانا جان حکیم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے متعلق مضمون لکھا ہے لیکن اپنا نام اور پتہ نہیں لکھا۔

○ عزیزہ نائلہ جبیں بنت مکرم ملک ظفر احمد صاحب ہجکہ نے اپنی خالہ جان کی یاد میں مضمون تحریر کیا ہے۔

اچھا خدا حافظ

بقیہ صفحہ ۵ سے آگے

سب سے آگے نکل کر اوّل انعام حاصل کیا۔ اس کامیابی پر انہوں نے بہت خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ اپنے بچوں کو خالص اور معیاری خوراک کی فراہمی کے خیال سے وہ ہفتہ میں ایک بار خود بازار جا کر خریداری کرتی ہیں۔ مگر انہیں شکایت رہتی ہے کہ ان کے بچے ادھر ادھر سے غیر معیاری چیزیں لے کر کھاتے رہتے ہیں۔ جب وہ خریداری کے لئے جاتی ہیں تو کسی امتیازی سلوک کو پسند نہیں کرتیں اور عام گاہکوں کی موجودگی میں اپنی پسند کی اشیاء خریدتی اور گھر آ جاتی ہیں۔ کنگسٹس ہائی سٹریٹ کو جہاں وہ اکثر خریداری کے لئے جاتی ہیں۔ اب ان کے نام سے منسوب کر دیا گیا ہے۔

لیڈی ڈیانا کے مشاغل میں سائیکلنگ سوئمنگ۔ سکیٹنگ اور گھڑ سواری شامل ہیں۔ ۱۹۸۲ء میں انہیں برطانیہ کی خوش لباس ترین عورت کا ٹائٹل دیا گیا۔ اہل برطانیہ کے نزدیک لیڈی ڈیانا فلاور گرل ہے جو سوسائٹی لیڈی کا روپ دھارے برطانوی معاشرے میں موجود ہے۔

بقیہ: صفحہ ا سے آگے

فرمایا ہے ..... جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر استقامت دکھلائی تقویٰ اکرنے کے متعلق حکم کے بعد یہ حکم ہے کہ .... چاہیئے کہ ایک نفس دیکھ لے کہ اس نے کل کے واسطے کیا تیاری کی ہے انسان کے ساتھ ایک نفس لگا ہوا ہے جو ہر وقت متبدل ہے کیونکہ جسم انسانی ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے۔ جب اس نفس کے واسطے جو ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے اور اس کے ذرات جدا ہوتے جاتے ہیں۔ اس قدر تیاریاں کی جاتی ہیں اور اس کی حفاظت کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں تو پھر کس قدر تیاری اس نفس کے واسطے ہونی چاہیئے جس کے ذمہ موت کے بعد کی جواب دہی لازم ہے۔ اس آنی فنا والے جسم کے واسطے جتنا فکر کیا جاتا ہے۔ کاش اتنا فکر اس نفس کے واسطے کیا جاوے جو کہ جواب دہی کرنے والا ہے ..... اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے آگاہ ہے۔ اس آگاہی کا لحاظ کرنے سے آخر کسی نہ کسی وقت فطرت انسانی جاگ کر اسے ملامت کرتی ہے اور گناہوں میں گرنے سے بچاتی ہے۔ اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم تقویٰ اختیار کرو اور سیدھی بات بولو تو خدا تعالیٰ تمہاری کمزوریوں کو معاف کرے گا اور تمہاری غلطیوں کی سنوار اور اصلاح ہو جائے گی۔ انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت اپنے اعمال کی اصلاح میں کوشش کرتا رہے۔ جب مرنے کا وقت آتا ہے تو انسان کے حقیقی اعمال جو خدا تعالیٰ کے نزدیک پسند یا غیر پسند ہوں۔ پیش ہوتے ہیں نہ کہ وہ اعمال جو لوگوں کے سامنے وہ دکھاتا اور ظاہر کرتا ہے۔"

(خطبہ نکاح فرمودہ ۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۱۵۲ میں ارشد محمود ظفر ولد عبد القدیر صاحب قوم جٹ پیشہ تعلیم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بھابڑہ ضلع سرگودھا حال طاہر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۷-۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے -/۳۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ارشد محمود ظفر طاہر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱ مختار احمد وصیت نمبر ۲۷۰۶۲۔ گواہ شد نمبر ۲۔ عبد السلام عارف وصیت نمبر ۲۶۵۹۹۔

مسل نمبر ۲۸۱۵۳ میں غلام قادر ولد غلام حیدر صاحب قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۶۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۹/۲ دار البرکات ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۹۱-۷-۱۳ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زرعی زمین دو ایکڑ پانچ کنال۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۴۰۰۰ روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تا زیست حسب

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضور انور کے منظور کردہ منصوبہ کفالت یکصد یتامیٰ کے بارے میں ضروری اعلان

جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہشمند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے تین صد روپے ماہوار سے سات صد روپے تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم "امانت یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔ اگر رقم مقامی جماعت میں ادا کریں۔ تو اس کی اطلاع ذیل کے پتہ پر بھی بھجوا دیں۔

نیز احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضور انور نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطا فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کئے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامیٰ" میں مقامی انتظام جماعت کے ذریعہ حسب منشاء جمع کرانا چاہتے ہیں۔

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی دار الضیافت ربوہ

بقیہ ص ۲ سے آگے

قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ غلام قادر ۹/۲ دار البرکات ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ مرزا بشیر احمد صاحب ۱۳/۱ دار البرکات ربوہ۔ دفتر الوصیت ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد ادریس ولد محمد ابراہیم ۱۵/۲ دار البرکات ربوہ۔

ضرورت ہے

ادارہ ہذا میں ایک تجربہ کار اکاؤنٹینٹ کی فوری ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب جو ربوہ کی رہائش کے خواہاں اور ریٹائرڈ ہوں ان کے لئے نہایت موزوں کام ہے

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

○ دفتر صدر عمومی میں ایک ایسے کلرک کی ضرورت ہے۔ جو اردو اور انگریزی خوشخط لکھنے کے علاوہ ڈرافٹ بنانے کا تجربہ بھی رکھتے ہوں۔ ایسے دوست صدر صاحب عمومی سے فوری رابطہ قائم کریں۔

نصرت جہاں اکیڈمی میں داخلہ

نصرت جہاں اکیڈمی میں ششم تا نہم کلاسز میں چند طلباء کو داخل کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ داخلہ کے خواہشمند طلباء دفتر سے فوری رابطہ کریں۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ)

لاہور میں لیزر پرنٹر پر اردو خط نستعلیق اور نسخ میں کمپوزنگ کرنیوالا سب سے پرانا ادارہ

آپ کا اپنا

سلور لنک کمپوزنگ سنٹر

کتب میگزین رسالہ جات و دیگر مسودہ جات کی اردو اور انگلش کمپیوٹرائز کمپوزنگ بارعایت اور اعلیٰ کوالٹی میں نیز وزٹنگ کارڈ، لیٹر ہیڈ اور ہر قسم کی پرنٹنگ کے لئے تشریف لائیں۔

کمپیوٹر پروگرامنگ کی کلاسز صبح و شام

پابندی وقت ہمارا نصب العین

رضیہ محل نمبر ۲ رائل پارک لاہور فون نمبر ۸۶۹۸۸۷

Concept Advertisers

ملکی خبریں

○ پاکستان میں متعین ایرانی سفیر نے کہا ہے کہ پاکستان سمیت کسی غیر علاقائی ملک کو خلیج میں مداخلت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ ایرانی سفیر نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم افغانستان کے مسئلے کے فوجی حل کے حامی نہیں ہیں۔

○ وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ ۱۹۹۲ء تک لوڈ شیڈنگ سے چھٹکارا حاصل کر لیا جائے گا۔

○ وفاقی وزیر شمالی علاقہ جات نے کہا ہے کہ آئندہ مذہبی رہنماؤں کو شمالی علاقہ جات میں اس وقت تک داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔ جب تک وہ یہ یقین نہ دلا دے کہ وہ وہاں فرقہ واریت نہیں پھیلائے گا۔

○ نیویارک کے ایک غیر معروف جریدے میں ۸۰ لاکھ روپیہ کا اشتہار دینے پر پنجاب اسمبلی میں تحریک استحقاق پیش کر دی گئی حکومت پنجاب نے جواب دیا ہے کہ یہ وفاقی حکومت کا کام ہے۔

○ نواب زادہ نصر اللہ نے "بے داغ سیاسی جماعتوں کا اتحاد بنانے کے لئے نئی جدوجہد شروع کر دی ہے۔

○ بیگم نصرت بھٹو نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی ہر گاؤں قصبے اور شہر میں بلدیاتی امیدوار کھڑے کرے گی۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے ایک جج نے ایک فیصلے میں لکھا ہے کہ مروجہ قوانین کے تحت بدعنوان افسروں کو پکڑنا ناممکن نہیں لگتا ہے کہ بڑی مچھلیوں کے لئے کوئی قانون نہیں نہ کوئی عدالت ہے۔

○ وفاقی حکومت نے فوجیوں کی تنخواہوں میں ۶ سو سے ۲۴ سو تک ماہوار اضافہ کر دیا ہے۔ یہ مراعات یکم جون ۹۱ سے لاگو ہونگی۔

○ پنجاب اسمبلی میں اردو کو سرکاری زبان بنانے کی قرارداد منظور کر لی گئی اس کے علاوہ کاشتکاروں کو بھی زرعی مالیاتی بنک اور دیگر اداروں سے قرضہ پر سود کی زیادتی ختم کر کے صنعتی قرضوں کی طرح تین فیصد مارک اپ پر زرعی قرضے جاری کرنے کی قرارداد منظور کر لی گئی۔

غیر ملکی خبریں

○ سعودی عرب نے "نئے عرب آرڈر" کے قیام کی تجویز پیش کی ہے۔ سعودی وزیر خارجہ نے جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہمیں یہ بات قابل قبول نہیں ہے کہ ہمارے علاقے کی سلامتی ان قوتوں کے ہاتھ میں رہے جن کے عزائم توسیع پسندانہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عراقی عوام کو درپیش مشکلات پر ہمیں بہت دکھ اور افسوس ہے۔ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے لئے صدر بش کے کردار کی حمایت کرتے ہیں۔

○ امریکی سی آئی اے کا کہنا ہے کہ پاکستان ایٹم بم بنانے کے بہت قریب ہے اور پاکستان نے ان ہتھیاروں کو تیزی سے نصب کر لینے کی صلاحیت حاصل کر لی ہے۔

○ افغان مجاہدین اور روس کے درمیان براہ راست مذاکرات شروع ہو گئے ہیں۔

○ سابق امریکی سفیر برائے پاکستان مسٹر رابرٹ اوکلے نے کہا ہے کہ پاکستان اور بھارت میں جنگ ہوئی۔ تو جاپان اور یورپی ممالک امداد بند کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر امریکہ اپنا کردار ادا نہ کرتا تو گزشتہ سال دونوں ملکوں کے درمیان جنگ ہو جاتی۔

○ سابق بھارتی چیف آف آرمی سٹاف جنرل سندر جی نے کہا ہے کہ اگر اب جنگ ہوئی تو پاکستان ایٹم بم استعمال کرے گا۔

○ بی بی سی کا کہنا ہے کہ پاکستانی صحافیوں پر حملے میں سی آئی اے کا ہاتھ ہے۔

○ سوویت یونین میں ۷۰ سالہ جابرانہ دور میں اسلام زندہ رہا ہے۔ اب پابندیاں ہٹتے ہی مساجد کی رونقیں واپس آ گئی ہیں۔ چار برس پہلے صرف ایک سو افراد نماز جمعہ پڑھنے ایک مسجد میں آتے تھے اب وہ مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوتی ہے۔

قدرت ثانیہ کے مظہر اول کے مشہور شاگرد

حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

مربے اولاد، مر نرینہ اولاد سے محروم

مر اٹھراء، مر بچوں کا سوکھا پن

گوجرانوالہ فون ۷۴۸۴۴/۷۶۴۹۷، ۰۴۳۱، ربوہ فون ۹۰۶-۲۵۲۴

لاہور۔ اسلام آباد۔ قلعہ کالر والہ۔ ملتان۔ کراچی